



مستور محمد کافرمان	جاری رہے تا بہ قہر دین	شلیح رہے باہر ترین	آمین امین امین
مستور رسولان بہ محتاج بخاتم	با خاتم و ہر آمدہ مشور محمد	تو بیت بلا تورہ انجیل و نجل	لو بان صفت و شہر ہر محمد
مستور مطبوعہ ۲۵ محرم الحرام ۱۲۹۲	مستور مطبوعہ ۲۵ محرم الحرام ۱۲۹۲	مستور مطبوعہ ۲۵ محرم الحرام ۱۲۹۲	مستور مطبوعہ ۲۵ محرم الحرام ۱۲۹۲

یہ پہلے انجمن خیر استغفار طریقہ محمدیہ کے جیسے کہ شایع ہو گا جس قدر مبلغ اس پرچہ کی بابت بطور حنفیہ یا بطور قیامت حاصل ہو گا وہی عام شیعہ کے حق میں اتنی بکری اسی پرچہ جاسی رہے اور ترقی کر رہیں صرف کیا جائیگا یہ چرچہ ہر جہت سے تین تین ہفتے پہلے ہو گیا ہو گا چھپنے کے دوسرے روز خریداروں کے خدمت میں بھیجا جاگا حضرت انظرین سالانہ قیمت اسکی ہر محصولہ اک چھوڑ دی جائیگی یا بعد کی کچھ تر طہن جو لوگ اسکی صفائی لکھنے پر استعداد ہوں گے انکو بلا قیمت یہ پرچہ دیا جائیگا جن مبلغوں کو اس انجمن سے یا اس پرچہ کی نسبت کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا رقمیت یا عطیہ ارسال کرنا ہو بنام محمد شریف ناظم انجمن خیر استغفار طریقہ محمدیہ بنگلور کے نام روانہ فرمادیں کہ تمام حساب کتاب انجمن کے پاس ہی مقصور اسکے اجراء اطہار حقیقت دین سلام ہی اور مخالفان اسلام کے اعتراضات بھیجا کا اہتمام فقط

یقینہ ہر کمیت یاوریہ	جو اسباب پادری انسان فعل مختاری مگر اس میں تین نقص ہیں
اول وہ گناہ کا لازم ہو چکا ہی اس لئے اگرچہ وہ آئندہ گونا گہی نہ کرے تو بھی وہ کفارہ کا محتاج ہو چکا ہی۔ دوم اسکی خوش بری میں اور سیوم بسبب بری ہونے خواہشوں کے اسکا ارادہ ضعیف ہی پس سمجھ لیجئے کہ مسیح کے کفارہ کو فائدہ حاصل ہے	کی خواہشوں پر غالب نہ آجائے کہ اسکو خدا کی طرف سے گناہ کی معافی نہ حاصل ہو تب تک اس صفائیں ہو سکتا ہی بری خواہشیں مغلوب نہیں ہو سکتیں تین اور جب تک بری خواہشیں مغلوب نہیں انسان کا ارادہ قوی نہیں ہو سکتا پورے سچو بیان کیا ہی کہ
پس اول انسان کی معافی دوم انسان کی صفائی یعنی گناہ	رومیں یہ باب کہ جب تک اسکی خواہشوں میں ہی رہیں یہ سودہ ہی امر کا بیان کر رہی کہ انسان کا ارادہ اسکی خواہش کا پابند ہے ہر او سے کہنا کہ یہ قرین اظہار باب ۵ آیت

سلطنت روم اعطاء اللہ سائر قوم و

زادہ العزۃ والدولة ولاقبال وابقاء بالظہر

والشوکة ولاجلال الصیقات یوم معلوم

ای پیش از انکه قلم آید ثانی تو جوہر بل شرق مغرب عالی

(برجہ اودہ اخبار مودعہ ۴۴ ستمبر ۱۳۸۷ء ویکشنری

منہر ۱۱۱ ملاحظہ کر دی بہت) یوں تو پہلے سے بہت غیر غیب

والے گردی لوگ جو دراصل مستحق ہیں سلطنت روم

۵ وشنش ان جہاں شود معدوم وکے نسبت بطور

ان انکرا لاصوات لصوت الحق اگر مضامین بدخواہی لکھا کر

ہیں اور ناحق عرجہ کی کیا کرتے ہیں لیکن اس موسم ربیع

ہیں مثل دیگر شہر ت لارض کی اب ایک مشرقی جہاں

باری نام قوم مسلمان بھی ایسے پیدا ہو کہ جنوں کے وقت

علاقات ایک حسب انگریزی سبھام گفتگو خواہ میں اگر

یہ زل فایدا غما نقل کفر کفر نباشد وبال و عذاب برگردا

راوی اول) جس کا خلاصہ یہی کہ سلطنت موصوف

(خدا خواہستہ) قریب بزغال اور باہم اور باد جہوں کی

تقریب ہونے والی ہی اور سلطان جدید حرم اللہ تعالیٰ

کچھ یوں سے ہیں دینے میں ہیں مگر کوئی شخص اعجاز

بالفضل ادنیٰ بابت بغیر تجر بہ کسی قسم کی رائے ظاہر نہیں

کر سکتا ہے اسد بھی تگے کچھ لوگوں نے لکھا ہے وہ بہت اچھا

بتواتر ہیں تاہم ۵ گرنہ میند روز شہر چشم و چشم

آفتاب راجہ گناہ و اور اسنے یہ بھی کہا کہ سرکار انگریز

کو چاہئے کہ بطور برت راہ ہندوستان کی مسرت پر اپنا قبضہ

کرے فقط انہی کلام اسٹیف۔ ایسے موقع پر مانتے ہیں

اقوال مستر و سرزلی حسب بہا و وزیر اعظم ولادت و ربی صا

بہا و وزیر دول خارجہ دولت بلانیہ عظمیٰ اور نیز موقوف

پوپ رومنہ الکبریٰ یاد کر کے صد افین کریں اور ہر قول ان

مومن صاحب بھولا اسم و نسب اور غیر معلوم المسکن واللقب

کو پوپہ کر ہزار انگریز کہیں ۵ مسرت یہاں لازم ہے اس

بی منکام را ژا بی ۵ کا فرا سے بنا تا تھا یہ لکھا

مومن بنکے کیوں تری مٹی خراب کی ڈھم کو معلوم نہیں کہ

منظور خداوند اور عالم کیا ہے اور آئندہ کیا ہونے والا اور

واللہ عالم الغیب اشہادہ لیکن اہل اسلام ہندو پوپ

پست بہتی اگر کچھ بھی غیرت و حمیت مذہبی رکھتے ہوں تو انکو

واجب ہی کہ خواہ مخواہ اس عرش الاسلام کے بہ نسبت

کلمات بد خالی اپنی زبان سے نکالیں ۵ مبادا کسی کو

زندہ خال بد و اور حضرت امام المسلمین اور امیر المومنین کو نظر

امانت دے اور بی سے مذہبیں ۵ بے ادب محروم شد

اور فضل رب و اگر قادی و سامع این کلام کسبت ہمیں

قد رست اکنون ۵ برو عاہد بہت ختم کلام و اللہ تعالیٰ

جمع اہل اسلام کو تو فیض خیر عطا فرماوے اور اس اس

سلطنت عالمہ عثمانیہ کو ابد الاید تک قائم اور دائم اور

فرمانروای مملکت اسلامیہ کو ہر طرح کے حوادث ارضی

و سماوی سے سالم و غاف رکھے ۵ بقیت عاصم

الخلافۃ عالیہ و مدی الدھر سلطانا و

للخلق حامیاً و اللہ ولی الحاجات و منہ المنۃ

فی ثلثہ یسبحانکے تیسہ این عاز من باز جو ہمار
آمین باد و لحد عونا ان الحمد للہ والصلی
کے المقصر باللہ التوفی اللہ یان از مقام فتح گروہ
ابو ایمن علی خان
شاہ الشیخ کل صین مان

تیار ہی حضرت سلطان روم بمقابلہ
دوسری خصلت بوم وزیر و نادر حضرت سلطان
اسلام پناہ کی بیہ راقراہ چکی ہی کہ بلکہ وغیرہ قبضہ کے بیش
ہر ایک بادشاہوں کی درخواست کو منظور کریں جو یہاں ذکر رکھا
عہدہ نظام دولت علیہ بذات خود کئی سلطنت دوم کو جو بی دریا
ہو چکا ہی کہ نتیجہ اس طرح کا ہوا کہ انی دوم دوم کی دوسری زمین
اس واسطے سرکار سلطانی میں تیاری جنگ بدرجہ نام و بہت
خوبی سے ہو رہی ہی عہدہ ایک میں ایک لاکھ چاس ہزار
فوج لیتا تھا جو چکی ہی افریقہ اٹلانٹک سید وغیرہ خود داخل
کی قواعد شبانہ روز سے رہے ہیں۔ پہلے تخت اشراف
کا اخیر اظہار کرتا ہی کہ ایام مہلت جنگ دوم دوسری عہدہ
میں دوم کی فوج جنگی قواعد دان تین لاکھ پیل تھی ہزار
سوار جرار سے تھوڑا سا رتیار تھے اس کے بعد اب اس عہدہ
قلیل میں سات لاکھ لشکر جنگی پیادہ اور ایک لاکھ سب ہزار
سوار نہایت جرار و آزمودہ کلاور دوسرے گیارہ لاکھ مجاہدین
جانب دہل سے آمادہ ہیکار واسطے جہانی رکوسکی تیار و
آمادہ ہیں اور دوسرے مجاہدین جانب شاردین بہتیں گروہ
گروہ چلے آ رہے ہیں اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ یہ لڑائی

بہتیں بلکہ نوز قیامت آگشت ہمار ہوگا۔ از دہدہ سکندری

اکثر اقا سہ الاخبار صلح کی گفتگو

کار برقی روم مقام قسطنطنیہ مورخ حکیم فروری شش
پرنس سلطان و سلطنت عثمانیہ کے درمیان چند روز سے
صلح کی گفتگو ہو رہی ہے جو کافایتیہ ہو اگر پرنس سلطان
حاکم سرور ہے اس شرط پر صلح کیا جائے گی کہ سروریہ اور اسکے
واکفان کسی کا دخل اور لشکر نہ ہو شاوروم کا اظہار ہی کہ ہمارے
فوج فقط اس غرض سے ملکر بنائے میں مقیم ہیں کہ سروریہ
ایمان سے وعدہ کریں یعنی شرائط صلح پوری ہوں۔ پرنس
نکشاوالی مانتی نگر نے صلح کرنے کا اقرار کیا ہی اور حضور
قیصودم میں لکھا ہی کہ اگرچہ شرائط صلح پر اطلاع دین البتہ
میں ان پر غور و پرداخت کرونگا۔ ہوسبنا میں ایک
کر سچ مٹی چار مقرر ہوا ہی اور اعلیٰ ہے کہ اور ایسے کر سچ حاکم
بلکہ یا کے مغربی جانب ملازم ہوں گے آئندہ بلکہ یا کا
حصہ مغربی یا ایک علیہ مصر ہو تصور کیا جائیگا فقط
مورخ فروری شش

وفات

ہفتہ گذشتہ میں منگل کے دن حضرت سید سلطان خواہر مولانا
وسلطاننا اللعظم نے انتقال فرمایا جسما اللہ تعالیٰ اور جہانہ
اونجا جی تعظیم و تکریم سے انتقال ہوئی روز مدفون ہو ان
مرحوم کی شادی ابھی تھوڑے دن ہو کہ حضرت محمود باب کے
ساتھ ہوئی تھی شادی حال وقت کے بہتر راج اجا ہوا

کیفیت جلسہ وزراء

بعد از شہ کے ان نامہاں سلاطین عظام کا ابتدائی جلسہ
 اور اس مرتبہ میں مختلفین اور لوگوں نے آئین مجاہدین
 کے اصلاح و مشورہ کیا پھر سچے روز دوسرا جلسہ عام ہوا
 درمیں نامہاں دولت علیہ علی حاضر ہوئے اور یہ جلسہ کا نظارہ
 بحر بہشتیہ تھا اور معلوم ہوا کہ دوسرے جو تاج و تاجدار پیش کئے
 رہے گفتگو و کریم علی علیہ علی ان تاج و تاجدار کی کریم صلاح
 ہو گئی تھی اور سب سے بڑا کہ جو دوسری کا کہنا تھا کہ بغاوت پر فوج رکوا
 کی رہے اسکو زیر و زبر کیا دیکھا پھر دوسرے کے نائب نے کہا کہ اس
 کی فوج و کھانا منظومین ہی و تفسی اور باو شاہ کی فوج رہے ہر
 نول کو بھی دیکھا گیا آخر کو کہا گیا کہ پانچ ہزار فوج مجاہدین
 کی واسطے اجراء اصلاحات کے تا اختتام انتظام ہو کہی جاوے
 اور سردار علیہ علیہ طرف سے ظاہر کیا گیا کہ بغاوت پر ہم کسی کی
 فوج بنے نہیں دینگے ہمیں ہر اس سرکشان سلطنت دوم کی غر
 اور پہلے جو علیہ ابتدائی پر سبیل مقدمہ نامہاں سلاطین کے ہوتے
 تھے ان میں بھی ہم سے تاج بند ہوئی تھی کہ بغاوت پر فوج رہے
 اب معلوم ہوا کہ دوسری بھی اپنی شرطوں پر جو پہلے اسے پیش کیا
 تھا و بسا مضبوط نہیں ہے معلوم ہوا کہ اس کا اسبت ہوا ہی اور
 شرط میں کم و بیشی اور تغیر تبدیل کرنے پر رضی ہی اور سلاطین
 عظام بھی اپنے پہلے شرطوں سے مبرا ہو کر تھے جو اسے پاس
 ملے ہیں تو ان کے نزدیک بھی دوسری کی شرطیں ایسی ہی ہوتی ہیں کہ
 لاؤ و قبولیت کے نہیں اور پھر اس سے ہر روز ہر روز ہر روز

نے اپنی فوج میں نے ہاتھ لگا دیا اور دولت علیہ علی سب
 کو منظومین کر کے قیدہ کو منظوم ہوتا ہی کہ اس جلسہ کوئی
 نتیجہ موافق مطلبہ دوسرے حاصل نہ ہوگی فقط کشف الایمان

رسیدہ ز منشور محمدی

ہمارا ایک دوست کہ فرما جناب شیخ محمد حسین صاحب داکٹر دوم
 ساکن قریبہ ازراہ کرم و اخلاص چہرہ صیغہ فوت و کھت عنایت
 فرما کر اہل مطبع کو منہوں اپنا کیا سلیح و علم کو بیہ بندی کا
 ہمارا مشربان اخبار منشور محمدی قیمت بقا کمال گزشتہ
 و قیمت پیشگی ۱۲۸۳ھ مرحمت فرما کر خط و کتابت کی تکلیف سے
 ہر کو مسکد و ش فرما دینگے عبا کر یان کا را و منشور نیست

روسیوں کی کج بختی

دن کے اخبار تحریر کرتے ہیں کہ جو لوگ فرقہ پول کے
 تھے وہ بیات بست کر دس ترکہ میں چلے آتے ہیں پہلے
 روسیوں کی حق میں نہایت مضر ہوگی اور اس صورت میں
 ترکہ کی بہت بڑی فوج جو جاوے گی۔
 یہ لوگ چاہتے ہیں کہ تھلک و زمین رہے کہ دشمنوں
 مار کر نہ مرنے کو ان کی بیادیں عوام میں شہرہ علی
 اور ہمیں مشہور نہیں ہے کہ ترکہ روسیوں کے چلے چور ہوئے
 اور روسی بچتا دین گے اور اپنے دل ہی دل میں
 کہیں گے کہ ہمیں مامور کو کوئی جنگ کی۔

طلباء سے دو مہینہ کو حضرت سلطان علیہ علیہ علیہ
 خد قلی میں غزا و افرا کر تو بچا نہ کہ ہر طرف شریف فرما ہوتے

مطبع بک الاسلام بنگلہ دین ناظم و مہتمم محمد شریف کے انتہائی چھپا

خداوند کا کردہ ہمارے خداوند عیسیٰ مسیح کی سیاحت شہر یاب
 کہ ان میں سے جو پہلے ہو کر ہمارے کائنات انسان پر کمزور ہے
 جواب یہ ہے کہ ان میں سے جو پہلے ہو کر ہمارے کائنات کے ساتھ
 کیا کہ ایمان عیسائی نیک یا بد شخص ہو کہ مسیح کے پیروں میں
 خدا کے فضل سے نیک بنی پیدا ہوئی ہے کہ جس کے روز سے وہ
 اس میں پر جو کہ ہر فرد کے درمیں ہے طالب اس کے ہے
 چنانچہ ہنسکا بیان وہیوں یاب میں موجود ہے جو چاہے
 رکھ لے بلا شک عیسائی اور وہ کہ مانند بذاتہ بدین پرستی
 کفارہ کے ذریعہ سے انکو موردی گناہوں کی معافی اور
 بدویشوں پر غلبہ حاصل ہے ۔
 جواب الجواب ہو خدا یہ ہمارے ہمارے خدا کی
 ہر اس کفر ہے جو انسان کو فعل مختار سمجھتے ہیں اور انہیں
 جو تین نقص انہوں نے بیان کئے ہونے اور انکی بالکل لاعلمی پانی جاتی
 ہی کیا معنی انسان میں جو تین نقص انہوں نے تصور کئے ہیں
 سو وہ نقص عقل اور نقل کے خلاف ہیں ایمان و نکی ہو کا وہی
 معلوم ہوتی ہے وہ اس کہنچا ناتی سے انسان کو گناہ میں
 مزمع قرار دینے سے کہ بچاتے ہیں مگر وہ یہ نہیں جانتے کہ اس
 اور گناہ میں جو انہوں نے اپنے ذہن میں گڑھ لیا ہے اس سے
 مسیح ہی کسی نوع نہیں بچ سکتے کیونکہ وہ بھی انسان ہیں
 خیر ان کے تین نقص کا جواب ہم لگے ہو بیان کریں گے بالفعل
 افعال اختیار یہ انسان کا ہوا اس میں لیجئے اور یاد رکھئے کہ انسان
 کسی طرح سے فعل مختار نہیں ہو سکتا کیا باعث اگر افعال
 اختیار یہ انسان کے اختیار میں ہیں تو اختیار تو انسان کے

اختیار میں نہیں ہو سکتا یہ ہمارے ہمارے خدا کی
 ہی کہیں یہ عیسائی آدمی ہونا اور اندام پیدائشی ہونا یا اختیار
 ہونا یا گو کہ بھلا یا ایشی ہونا یا خلاف اس کے اختیار میں نہیں
 خدا نے عیسائی بنادیا ہے کیا اختیار بھی خدا نے پیدا کیا ہے
 قطع نظر اس کے ظاہر ہوئے اختیار تو جہاں کے ساتھ ہیں سب
 یہ لطف یا اور کچھ تھا تو نہ جان ہی یہ اختیار تھا جب خدا نے
 جان عطا کی اختیار بھی عطا کیا ہر حال اختیار خدا کا پیدا کیا
 ہوا ہے اسے طبع قدرت جو انسان کو عطا کی ہے وہ بھی خدا ہی
 عطا کی ہے جب مانتے یا پادوں کی سبکدوشی ہو جاتی ہے اور قدرت
 عطا دیتی ہے پھر کیوں نہیں مانتے ہر سے قدرت پیدا کر کے
 کام کرنے لگتے اور ایک ایک کلمہ میں جو قدرت اور اختیار
 کے ساتھ پادوں انکھنا کی ضرورت ہے تو ہی پھر ایک ایک
 کام کے سبب ہزاروں ہوتے ہیں اور یہ سب تمام ہمارے
 ہمارے خدا ہی نے پیدا کئے ہیں اور بندہ خود خدا کا بنایا ہوا ہے
 غرض جتنے ایک کلمہ کے خلاف ہیں وہ تو سب کے سب کے بنا
 ہوئے ہیں پھر بندہ کیونکر خلق ہوا اور فعل مختار ہوا اس پر
 بھی بندہ اگر آپ کو خلق سمجھتے تو بعینہ یہی مثال ہے کہ
 دو شخص ایک کہیت کی پیداواری پر تکیہ کریں وہ میں سے
 ایک دوسرے سے اقرار کرے کہ جس کہیت میں یہ کہتی پیدا
 ہوئی ہے وہ کہیت بھی میری ہے اور میں بھی تو نے ہی روالا
 اور بیل بل پاتا اور جو کچھ سامان بیج کے بونے سے
 لیکر اب تک استعمال میں آئی وہ بھی سب ترے ہی تھے
 اور روپیہ بھی سب میرا ہی صرف میں آیا یہ سب کچھ ہے لیکن

یہ دوائی میری سوائے ظالم کو اب بجز سزا دے اور کچھ
 نہیں ہوتا اور ہر اہل ایمان ہی سمجھ جاتا ہے کہ یہ جھوٹا ہی
 اور دوسرا دمی دعا دعویٰ سی ہے۔ اسی مسئلہ جو کوئی انسان
 کو عمل مختار سمجھے اور اس کے دعویٰ کی ایسی بات کہ جیسے کہ
 کہ کہ میری بیوی۔ اندر برکتی یا میرا پتہ تم ہو گیا ظاہری کہ
 اور سچا ہو نا اور یہ کہنا خود اس کے دعویٰ کی تکذیب کرتا ہی تو
 کو ظاہر میں یوں کہے کہ میرا پتہ تم ہو گیا یا میری بیوی ہو گیا تو
 یہ حقیقت میں یوں کہتے ہی کہ میری بیوی سہاگن ہے اور میرے
 بیٹے کا باپ زندہ ہی ایسی ہی یہ فرقہ بھی بظاہر تو یوں کہتا
 ہی کہ افعال اختیاری کو بندہ پیدا کرتا ہی اور حقیقت میں درج
 یوں کہتا ہی کہ خدا ہی پیدا کرتا ہی اور ہمارا یہ جواب سبیل
 کے موافق ہے اگر کسی پاوری کو اس میں عذر ہو تو وہ اپنی دلیل
 پیش کرے ورنہ دعویٰ بے دلیل و اسبیات ہو اگر تائیں اور
 مرغی کی ایک ٹانگ کافی جانا حدی بات ہی۔
 انسان کے فعل مختاری کا تو آپ جواب کافی و دوائی سچ
 میں لب لباب میں نقص کا جواب بھی سننے ہم کہتے ہیں انسان
 اول گناہ کا ملزم نہیں جو بفرض محال اگر مانا بھی جائے
 تو آدم کے گناہ نے آدم کو ہی ملزم کیا ہو گا اور اسکی اولاد
 اس کے گناہ کا کبدا واسطہ اور غرض ہی کیونکہ ہم و ہمارے
 میں جو کوئی گناہ کرتا ہی وہی سزا پاتا ہی اور جیل میں بھی
 لکھا ہی باپ کے گناہ کے بیٹا سزا نہیں پائیگا اور یہ بھی ہی
 ہے کہ باپ زنا کار اور شرابی ہوتا ہی بیٹا اسکا
 صلح اور پھر ہیزگار ہو اگر تائیں یا بیٹا فسق و فجور میں گرفتار

نوتا ہی اور باپ اسکا نیک نعت و کمائی دیتا ہی اور
 باپ بیٹے کے اور کسا ہمیشہ مساوی ہیں جو اگر تے آدم آدم
 کے گناہ کی ہم کو سزا ملنی وہ بجا ہی مثل صداق آتی ہی۔
 ۵۔ نانی ختم کرے اور راجہ جی جیسے۔ جیسے نانی خاؤ
 کرے اور نو اس پر وقتا بھر مارے تو یہ یوں انصاف ہی
 سوم گناہ کی سزا موت اور درود و راجہ کی تپ کو باور ہے
 کہ اگر حضرت آدم سے گناہ سزا ہوتا ہوتا وہ تو بھی دیکھو
 میں مبتلا ہوتے اور مر جاتے کیونکہ انکی بناوت اسی قسم
 کی تھی پس گناہ کرنے یا نہ کرنے سے انکو درد اور موت
 کچھ مخلص اور پابندی نہیں ہوئی اور نہ انکی اولاد کو ہے
 چارم گناہ کچھ فطرتی شی نہیں ہی وہ ایک عارضی شی
 ہی ہم و زمرہ دیکھتے ہیں کہ ایک آدمی بچ چوری اور
 بد معاشرتی اور مل سرکاری وغیرہ عین کرتا ہی اور سخت
 بد معاشر ہی تمام دنیا اسکو برا کہتی ہی کل وہ صطیغ
 پا کر اور کتاب ہاتھ میں لیکر لوگوں کو دھڑکاتا ہے پھر
 اور اگر چلا جائے اسکو ملا ہو اتنی یا ایک شخص نیک نعت و سزا
 اور عفت مشہور ہی مقور سے در ہو سے کہ وہ نہ لگا کر
 اور شراب خوری میں بدنام ہو رہا ہے جب کہ اگر وہ
 بات ہوتی کہ اچھا دخت اچھا پھل لائے ہی اور برا دخت
 برا اونٹ گنار وں سے کبھی بکیر نہیں ہوتی تو وہ چور اور
 بد معاشر کیونکر اصطیغ پاتا اور سر بازار کتاب سنا
 اور گفارہ کو مان کر کیونکر پلک دھاتا کیونکہ وہ بد دخت
 تھا اور اسکا پھل بھی برا تھا اب نیکی کا پودہ کہا ہے کہ

اور تھ چلا یا نہ اور نہ کتاری نے انجیر کا پھل دکھلا یا
اور اب ای وہ نیکیت پارسا شرابی اور زانی کس واسطے
بولیا۔ پس گناہ اگر فطرتی ہوتا تو ایسا نہ ہوتا کہ جب کا بیان اوپر
ہو چکا ہے۔ بچہ آپکا یہ دعویٰ کہ دوم اسکی خواہشیں بری
نہیں چھانٹان کی یہ دعویٰ بھی آپکا عقل سلیم سے خارج
ہی کیا ہمیشہ اس کے خواہشیں برے ہیں کبھی نیک خواہش
ہیں نہیں ہوتی اور اگر اس کے خواہشیں بری ہیں اور اسکو
خدا تعالیٰ سے گناہ کی معافی کیونکر حاصل ہوتی اور
کہ وہ اور تو یہ کیجاں اس کے کون سے خواہشیں نال
ہیں یہ معنی قبول ہے اس کے خواہشیں بری ہیں آپکا
کتارہ اور سو روٹی گناہ کی معافی اور بد خواہشوں پر
غلبہ حاصل ہونا اسکی خواہشیں بری کے یہ خلاف مغلطہ
اب ہمارے پادری صاحب کو بان دو شکلیں پیش آتی ہیں
اول وہ انسان کی خواہشیں بری بذاتہ مان چکی ہیں اور
جسے ثابت کر دیا ہے کہ اگر اسکی خواہشیں بری ہوتی
تو وہ خود بخود کفارہ یا تو بہ کا کبھی بری خواہش سے مال
نہوتا اور اگر خدا کے رحم نے اسکو برے خواہش میں پابند
دیکھ کر کفارہ کر دیا تو گویا وہ کام اسکی خواہش بری کی
موافقت نہ اور خدا کی عدل میں ایک نقص پیدا ہو گیا
اور وہ جو پادری صاحب فرماتے ہیں کہ عیسائی اور دون کے
مانند مذاتہ بد میں یہ عقیدہ آپ کو اور آپ کے چلوں
کو مبارک ہو سو یہ آپ کو یاد ہو گا کہ اونہ کتاروں سے انجیر
ہاں کہ ہے اب عیسائیوں کا مسیح کے ذریعہ سے نیک ہونا

مسیح کے ہی مثال مذکورہ سے محال ہو گیا۔ ششم نمبر
کہو کر یقین ہو کہ انسان بذاتہ بد ہی اور اس کے بد خواہشوں کے
بد ہے اسکو سزا ہی موت اور وہ خدا نے تجویز کیا ہی پس
جب بدی کی سزا موت اور وہی تو گناہ پر عقیدہ رکھنا
محض فضول ہی اور خدا نے جو دنیا میں لوگوں کی بدی کے
آسمان سے کندک اور آگ برسانی اور طوفان سے لوگوں
کو ہلاک کیا وہ عبت معلوم دیتا ہی کیونکہ وہ پرانی پوچھی انسان
کے کس واسطے کہ یہ چھوڑی اور ہر قدر انسان ہلاک کرنے
سے کیا فائدہ ہوا وہ گناہ تو انسان کی ذات میں ایسا
ہی رہا جو تھا اور طوفان اور آگ برسنے کے وقت کفارہ
کو کیا ہوا تھا اور کہاں تھا الغرض یہ کفارہ آپ کا سر اسر
عبث ہی اور انسان کو بذاتہ بد تصور کرنا آپ کی بہول
ذہول ہی اور اگر سب انسان فطرتی گناہ میں مبتلا ہیں
تو آپ کو یاد رہے کہ فطرتی گناہ سے مسیح علیہ السلام سے
برے نہیں ہو سکتے کیونکہ وہ بھی انسان ہیں اور عرم کا
شر پیتے رہے ہیں اور اسکی شکم میں رہے حالت جنین
میں خون پیتے رہے تو فرد فطرتی گناہ کا اثر کچھ کچھ نہیں
ہو گا اور عرم عورت کی نطفہ سے ہی جو نطفہ بہ نطفہ حواسی
چلانی ہی اور پہلے گناہ حوائے سو بہ نسبت مرد کے عورت
اول گناہ نگار ہوئی اور مسیح عورت سے ہوا سو وہ بھی فطرتی
گناہ سے خالی نہ تھا۔ باقی آئندہ۔ مرزا محمد

براق نبوی و خیر عیسیٰ

لینے کی دینی شہادت اب نکلوا ہو اور ہمیشہ کی ہی میں کیا حساب

مہربان تو فرما سے بکران جنابہ شریف حضرت
انہاس یہی کہ کل تاریخ حکم حرم الحرم الشریعہ جری کو ایک شخص
مسنی پو قوم از ہنوجو کہ چند روز سے سید مولوی احمد علیہ صلا
کے وعظ میں آیا کرتا تھا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ایسا سہرا لگام کیا
جب مولوی صاحب وعظ فرما رہے تو وہ شخص ہمراہ ہوا اور میر
غریب خانہ پر کہ جناب مولوی صاحب تشریف لے جاتے ہیں آیا او
بصدق دل عرض کیا کہ مجھ کو اس کفر کے اندھیرے سے نکالنے
اور وہ رستہ بتانے کہ جس سے عاقبت نیک ہو چنانچہ اسی وقت
دین اسلام اس کو یقین کیا اور کلہ طرہ سے مشرف ہوا اب
اس شخص کا نام شیخ عبداللہ کہانی اور وہ شخص نوکر ہے
اور نیز خوشحال بلکہ الحمد للہ کہ اس مزدہ کو لفظ کنگی
کا خطاب ملا تھا کج تاریخ ۲۰۰۲ء حال کو وقت دین کے
دنے ایک شخص عسانی معاہدہ ایک عورت اور مٹھانی کی ٹوکی
اور پان مائے من لئے ہوئے آیا اور کہا کہ مجھ کو مسلمان بنجئے
اؤ سے دریافت کیا کہ تم کو یہ ہدایت کیونکر ہوئی اؤ سے
کہا کہ اوس روز جو مولوی صاحب کی بخت ستر سوان صاحب
اور کل پر بکران ہندوستانی سے ہوئی تھی تو شروع
بخت اختتام تک بن موجود تھا پس ثابت ہو گیا مجھ کو دین
حق کہ فی الواقع دین اسلام حق ہی اور کل ادیان باطل
ہیں اور افسوس آیا مجھ کو کہ میں اس سیرے حالت کفر میں
بسر ہوئے کیونکہ میں خور و سال تھا جب ہی سے بھا کر مجھ کو
عیسانی کر لیا تھا الغرض وہ شخص عی بطلب خاطر و بیک
مجمع عام کے علی الاعلان سناں تو ابھی اور نام اسکا

عبدالرحیم کھاڑمی فارغ البالی اور بہت مخلمند بنی دوسری
یہ کہ ہمراہ اوس کے ایک عورت مسماہ مسس میری کہ وہ بھی اس
مباحثہ میں موجود تھی اور یہ کہ نوادسیر روز سے باہم مشہور
کرتی تھی آخر شہرہ اوس کے وہ بھی مسلمان ہوئی اور اوس عورت
کا نکل ایک شخص میرخان خان مان کے ساتھ ہی شخص عی
نے کر دیا کہ وہ ہر دو فوہیت خوشی و خرمی کے ساتھ آباد ہونے
اب مختصر حال سباحہ کا لکھتا ہوں۔ کہ ستر سوان صاحب
ان کا ترفان اؤ سکشن کلکتہ نے مولوی صاحب کو پیغام معرفت
دیا کہ ایک سید مصدا علی داروغہ مظہر حسین کی بیجا کہ تم کو
دین حق کی تلاش ہی اگر آپ تشریف لا دین تو کمال عنایت
ہوگی چنانچہ مولوی صاحب اور ہم لوگ انکی مکان پر گئے اور انے
کہا کہ آپ کسی رستہ پادری صاحب کو بلائے جو کیفیت مباحثہ
کی نظر اؤ سے آخر شہرہ اؤ سوقت انکو سوا غلام مسیح صاحب پر بھر
اور خر عی صاحب عرف عنایت مسیح اور بابا بوانند مسیح وغیرہ
کے اور کوئی دستیاب نہوا اور جو صاحب نے ہم تو انہوں نے
ایک غدر معقول کر دیا آخر شہرہ عسانیوں نے سوال کیا کہ در باب
توریت دا بنیل کے آپ کو کیا کلام ہی مولوی صاحب نے
فرمایا کہ ہر جب لا قصد قوہم ولا تکذبوہم کے
نہ ہم اسکو سراسر کلام خدا جانتے ہیں اور نہ سراسر جھوٹ بیٹھا
لے کہا کہ کون فقرہ جھوٹ میں مولوی صاحب نے فرمایا کہ انیل
متی کے باب دوسرے کے آخر میں جو لکھا ہی کہ وہ مامری کہنا لگا
جیسا کہ فیہوں کی معرفت کہا گیا تھا الا آخر چنانچہ اسکی خبر کسی
بنی کی کتاب سے نہیں ثابت ہوتی دوسری مولوی صاحب نے فرمایا

بذیل اخبار منقولہ ایک مضمون اخبار تہذیب الاخلاق سی بات
وضع حضرت سلطان روم (خدا اللہ ملکہ و اجرانی بجا
اسلطنتہ ملکہ) کے نقل کیا گیا ہے۔ اس میں تو کچھ کلام
ہینن ہی اور جو کوئی بحث کرے وہ کسی قدر داخل حجت
ہی کہ وضع میں (جو صرف ظاہر سے متعلق کہتی ہے)
اور مذہب سے (جو محض نہایت اور تصدیق قلب سے علاقہ رکھتا
ہی) کچھ واسطہ نہیں ہی اور غالباً اسلام کے لئے کوئی
وضع آج تک خاص بھی نہیں کی گئی ہی ہر ملک کے مسلمانوں
کی وضع جدا گانہ ہی بن گالیوں کی اور وضع مدرسہ
کی اور وضع دہلی والوں کی اور وضع لکھنؤ والوں کی
اور وضع بی وقس سے بڑا اور اہل لایت کی اوضاع
تو یہاں کی وضع و قطع سے بالکل مختلف ہی۔ اگر وضع
کو داخل مذہب سمجھا جاوے جیسا کہ پرانے ناواقف ہندو
کا خیال ہے تو ایسی انواع و اقسام کی وضعوں کو دیکھ کر
کہا جاسکتا ہی کہ شاید ان کے نزدیک کوئی بھی جاوہر مستقیم
مذہب ملت پر قائم و مستقل نہ ہوگا حالانکہ یہ خام خیالی ہی
ہے بات پر برآفتاب آتا ہی کہ اگر کوئی مسلمان دہوتی بلند
اگر کہی اپنی تو یہاں دنیا یا آخرت چھاسر سے لپٹی اور پیل کے
تو تیار ہو دور می کند ہے پر قابل ہو تو کوئی کچھ بھی نہیں کہتا
ہی اور اگر کوئی مسلمان بغیر نہایت شہرہ کے رومی لباس
سپاہیاں نہ کپڑے پہنے تو سب لوگ اس کو بگڑت بنا کر
اور سپر تر فض ہوں اور اوستہ محترم ہوں۔ بالخصوص
دیکھا جاتا ہی کہ مسلمان ہندوستان کو داخل و

اطوار زمانہ اور رسوم ہندو کی طرف بالطبع رغبت زیادہ ہے
اور اس کلام پابندی رواج ملک کمائی شادی بیاہ کو تو
جسٹہ دو کہ وہ تو سر سر ہندو اور طور و طریق اور رسم
پر علی الاعلان ہوتا ہی مگر بعض اموالیتہ میں کہ جو کچھ عام کلام
مشاید داخل رسم مذہبی سمجھتے ہیں گے وہ بھی ہندو ہی دیکھا
دیکھی ہے جس طرح کہ ہندو لوگ دیوالی میں روشنی کریں
تو مسلمان شب برات میں روشنی کریں وہ مسلمان ہوتے
پکائیں تو یہ عید میں پکائیں وہ ہولی کی دن ملے پھرتے ہیں
تو یہ عید کے دن ملے پھرتے ہیں وہ کوئی مورت دھوم دھام
سے نکالیں تو یہ علم دھوم دھام سے نکالیں وہ راوی غیرہ کی
بری بری مورتیں بنائیں تو یہ بھی برے برے اونچے
نعرہ بناتے ہیں **سیدہ** کو بی سے دین سادی
جاکر اوتھی پکبا علم دھوم سے تیرے شہد کی اوتھی
غور کرنے سے ایسا لٹخیل ہوتا ہی اور تو ارج سے ہی
پایا جلتا ہی کہ ادھی سے زیادہ مسلمان ہندوئے میں
کہ اصل ہندو ہی سر زمین کچن اور کچی وقت میں اس کے
دو ا پرداد مسلمان ہو گئے تھے۔ اور جو خاص لایت
آئے وہ اکثر تنہا آئے بہت کم ایسے ہوں گے کہ دان سے
اپنی عورتوں کو ساتھ لائے خصوصاً جب بادشاہان
وقت بھی ولایت عورتیں نہیں لائے تھے کہ باہمی محرم
ہیں کی عورت سے یہ تمام امور و مسائل جو اس
پھر کو کچھ اصل کی طرف سے جو سچ ہی کل ہی ہوں
سیدہ ہائی نہ خاک کو ان ہی ہوں مگر کی سوی انان ہی

ہم اگر کبھی اسلام بند کوئی عہدہ ماہ الامتاز با اتفاق
 اپنی قوم کے واسطے قرار دین تو ہر امنہ ہی مقصد نہیں ہو سکتا
 امر واقعی یہی کہ جنہی وضعیں اس زمانہ میں کبار عرب و کبار
 ہندوستان کبار و مایران میں رائج ہیں وہ سب بالضرور
 اس کے خلاف ہیں کہ جو وضع مبارک جناب سالت مآب
 حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم کی تھی
 پس جب اس کے خلاف ہو تو باقی سب وضعوں کا ایکساں حکم
 سمجھا جائے۔ اب جو از سرگزشت چہ یک نیز چہ یک
 مت؛ مگر اپنی ہی مختلف وضع کا لباس گلہ گاہ زیب بدن
 فرمایا ہے۔ آری دلقت بچہ کاراید و تسبیح و مرقع و
 خود راز عمل مانے کو یہی بری دار و حاجت بکلاہ برکی
 و دست نیت و درویش صفت باش و کلاہ تری دار و
 جو وضع انگریزوں کی ہے اسکو بالکل ایجاد انگریزی سمجھنا
 مریخ و سیل نادانیت کی ہے۔ واضح ہو کہ اگلے زمانہ میں لوگ
 اکثر نئے چرتے تھے صرف چمڑے کا جانگیا پتے تھے اور تمام
 بن مردوں اور عورتوں کا گودا ہوتا تھا ساسی سر پڑی
 جی بل پریشان و آرمی ندارد و جھوپڑوں اور پہاڑوں
 کی کہوڑوں میں مثل جانوں صحرانی کے رہتے تھے۔ جب
 اقبال باور ہوا اور آمد و رفت اور اور ملکوں کی نصیب
 ہوئی اور نئی نئی رنگ و رنگ دیکھے ہمارے عقل سیر کا تو
 منہ نہ دیا ہی تھا بوقتہ اگر خدا صفا و زور کا کد
 کات جہان نیک کتر بخت کر کے ایک نوع خاص کی وضع
 نکالی چنانچہ وہ جنگ برابر و قافو قاف تبدیل ہوا

ہی ہے۔ اور از روی حکمت کے ہی اسی قسم کا لباس لینے
 موتا کپڑا اور تنگ چٹ پینا بہ نسبت دھیلے اور بار یک کپڑا
 پہنے کے زیادہ تو مفید سمجھا گیا۔ اس وقت مجھ کو ٹھیک پتہ یاد
 نہیں۔ مگر یہ بخوبی یاد ہے کہ میں نے ایک کتاب معتبر میں لکھا دیکھا
 کہ جناب امیر المومنین حضرت عمران الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
 مسلمانوں کو تلقین فرمایا ہے کہ موتا کپڑا پہنا جائے اور اسے
 دل کو تقویت حاصل ہوتی ہے۔ اور یہی حال میر پرکھانا کھانا کھانا
 سمجھ لیا جائے۔ جہاں تنگ دریافت ہو سکا اسے معلوم ہوتا
 ہے کہ ابتداء میں ذکر سی ایجا و حضرت سلیمان علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ
 والسلام کی ہی فقط

قصہ مختصر آدم بر سر مطلب۔ ہلکے کلام اس امر خاص میں ہے کہ
 کاتب مضمون مندرجہ اخبار مذکورہ کچھ حضرت سلطان فیضیاد
 کی وضع سے اپنی وضع ایجاد بندہ اگر چہ کندہ کی استخوان
 و پرہہ استند لال کیا ہے یہ محض نقابی ہے اگر کسی تقلید
 کیا ہے تو اول لازم و مقدم یہ امر ہے کہ اعمال و افعال بھی
 اسکی جہاں تنگ کہ نیک اور موافق شرع شریف ہوں اخذ کیا
 کئی جا دین۔ کیا کسی کو یقین ہو گا کہ خود کاتب مضمون متذکرہ
 بالا اور انکی اخلاف اور حواریین بادشاہانند حضرت
 مولانا المعظم کی پابند صوم و صلوة ہیں کیا انہوں نے برابر
 نازین جمعہ کی مساجد جامع میں ادا کیں یا انہوں نے برابر
 ماہ رمضان المبارک میں روزہ رکھے اور نیز باوجود مقدس
 ایک دن بھی اپنی جانی روزہ دار دن کو جمع کر کے انظار
 صوم کیا ہو۔ ہا وہ کبھی ایک دم کے لئے اپنے بزرگوں کی قیادت

فاتحہ خیر نہیں کو اور اولیاء اللہ کی مزار نامے متبرک پر نظر
حصول ثواب زیارت کو گئے ہوں۔ **۵** سالہا بر تو گزرتا
کہ گزرتا مٹی ہوئے تربت پر رت چسپا کہ صحیفہ شریف
الحوادث سے مستند ہوتا ہی۔ قطع نظر اسکے کاتبان اخبار
اصنی بھی حضرت مولانا المعظم کو بہت پابند مذہب کا ظاہر
کرتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ علامہ مکرمہ اور مدینہ منورہ
رحمۃ اللہ علیہ اور شرفا کی بد جہ غایت تعظیم و تکریم فرماتے
ہیں۔ **۵** ہو الفضل ما شہدت بہ الاعداء و الیہ اسوقت
تک میری دلہنت میں کہیں سے یہ ثابت نہیں ہوئی کہ سلطان
المعظم نے یا انکے اجداد کرام میں سے کس نے (یعنی
حضرت سلطان سلیم ثالث کی عہد سلطنت سے جب سے کہ بعد
و موافقت پولیس یونانیات کی ترتیب انتظام فوج
نظام اور تغیر و تبدل لباس شہر جو بھی اہم شہرت مثلاً
منحرفہ کا کہنا یا علانیہ جائز قرار دیا ہو یا قرآن مجید کو معاذ اللہ
کفر کفر نباشد) خیالات سے دیوان کا ظاہر کیا ہو اور نفسیہ طور
فقہ کو دیکھو سلا علماء کا بتلایا ہو جیسا کہ اور مثل اسکی بہت سے
ان سید صاحب موجد تہذیب جدید کی کلمات طامات اور
خیالات و اہیات اور عقائد خرافات میں جب کا ذکر مفصل
لکھنا اس جگہ دخل تصنیع اوقات ہی خلاصہ یہی کہ **۵**
دماغ پیہودہ بخت و خیال باطل بہت تراب صرف ایک
وضع لباس اختیار کر لینے سے کیا ہوتا ہی جنگ و یسے
عدہ صفات ہوں **۵** تکبیر بجائی بزرگان شوال
زاد بگراف و مگر اسباب بزرگی ہر آمادہ کنی و اور پون

باتیں تو حسب استعداد اپنے ہر شخص بنا سکتا ہی مگر بیاد بہت
۵ مقالات پیہودہ طویل قلمی بہت تراب تقلید کو الیہ
سمجھنا چاہئے کہ جیسے بیان کی بہت گولی چار و غیرہ ذیل
بہت کے خاطر گرستان ہو جاتے ہیں اور ہر صاحب لوگ
کہلاتے ہیں حالانکہ وہ ویسی صورت ویسی بہت **۵**
خرعہ بی و وہ بہت القدس و باز آید ہنوز خراب شد
اب اس سب سے علاوہ لحاظ کرنا چاہئے کہ کاتب مضمون مذکور
نے اپنے خیال ناقص و قیاس مہمل کی تصدیق کے واسطے بمقابلہ
جہاں ہند ناحق و نار و الطوطع و شیع بہ نسبت حضرت
ظل سبحانی خلیفۃ الرطانی کی (استغفر اللہ) لفظ کافر کے
استعمال کی جو مہتمم صاحب نوافشان کو نہایت پسند آئی
اور خوشنویس صاحب طبع نے بھی (جو غالباً مومن ہیں)
بڑی جھست اور غیرت نہایت خج کی ہی کہ اس مضمون کی
عنوان کو بہت قلم علی اور بڑی کٹ دگی سے تحریر کیا ہے
کہ اگر کوئی اخبار نہ بھی دیکھتا ہو تو اس مضمون کو خواہ مخواہ
دیکھے اور عن طعن کرے۔ ان دونوں کی وہی مثل ہوئی
کہ پرانی ہمشکون کو اینوں نے اپنی ناک کٹائی **۵** زنگش
نحو اندال حرد و زنگش بزرگاری بشتی بر و اللہم
انصر من نصر دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم
واجعلنا منہم و لخدل من خذل دین محمد صلی
اللہ علیہ وسلم ولا تجعلنا منہم امین
تحریر ہر شہر شوال المعظم ۱۳۸۲ھ ہجری قد۔ از مقام فتح پورہ امالک
مغربی و شمالی) کتبہ المتعصم باللہ الصمد ابو الحامد محمد۔

احمد شرفی الی السیاحہ